(سرکاری رپورٹ)

گیارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس منعقدہ پنجشنبہ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۸ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	۱
۲۔	وقفہ سوالات۔ علیحدہ فہرست میں درج نشان زدہ سوالات اور انکے جوابات	۲
۳	رخصت کی درخواستیں۔	۳۶
۴	قرارداد منجانب مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ (حکومت بلوچستان کے سرکاری ملازمین کو وفاقی حکومت کے سرکاری ملازمین کی طرح پی۔ آئی۔ اے میں نصف ٹکٹ پر سفر کرنے کی مراعات)	۳۹

شمارہ سوئم

جلد یازدہم

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز پنجشنبہ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۸ء بوقت گیارہ بجے صبح زیر صدارت جناب آغا عبدالظاہر ڈپٹی سیکرٹری بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰىٓ اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ پارہ ۲۴ ۔ سورۃ الزمر ۔ رکوع ۸ ۔

ترجمہ ۔ اور ہانکے جائیں جو منکر تھے ۔ دوزخ کی طرف گروہ گروہ ۔ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں ۔ اس پر کھولے جائیں اسکے دروازے ۔ اور کہنے لگے ان کو اس کی داروغہ ۔ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تم ہی میں کی ۔ پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی ۔ اور ڈراتے تم کو ۔ اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر "ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر حکم ہوئے کہ داخل ہو جاؤ ۔ دروازہ میں دوزخ کی سدا رہنی کو اس میں سو کیا بڑی جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو ۔

وقفۂ سوالات

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:

اب وقفۂ سوالات ہے۔

*۶۸۲۔ مسٹر نصیر احمد باچا،

کیا وزیر زراعت و جنگلات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ایم پی اے ہاسٹل و اسمبلی سیکرٹریٹ کے لان کیلئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس لان کو ابھی تک صحیح کیوں نہیں کیا گیا۔

وزیر زراعت و جنگلات،

ایم پی اے ہاسٹل اور اسمبلی بلڈنگ کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

تخمینہ شدہ لاگت	رقم جو اب تک ادا کی گئی ہے	بقایا رقم
ایم پی اے ہاسٹل ۲،۰۰،۰۰۰/-	۱،۷۵،۰۰۰/-	۲۵،۰۰۰/-
اسمبلی بلڈنگ ۴،۴۴،۴۰۰/-	۳،۴۰،۰۰۰/-	۱،۰۴،۴۰۰/-
۶،۴۴،۴۰۰/-	۵،۱۵،۰۰۰/-	۱،۲۹،۴۰۰/-

جی ہاں یہ درست ہے کہ لان اب تک صحیح طرح سے نہیں بنا ہے کیونکہ زمین پتھریلی تھی جس میں پرانی بنیادیں، بجری کا ڈرا اینٹیں وغیرہ پڑی ہوئی تھی اس زمین کو صاف کرکے دو فٹ کھدائی کرنا ضروری تھا جس کیلئے وقت درکار تھا۔ چونکہ افتتاح کے دن قریب تھے۔ اس لئے جلدی میں کام پورا نہ ہو سکا

اب تک بقایا رقم یعنی مبلغ -/۲۰,۲۹,۱ روپے محکمہ شارعات وتعمیرات سے نہیں ملے جس کے لئے محکمہ جنگلات نے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور ہمارے وسائل بھی اتنے نہ تھے کہ ہم اس کام کو پورا کر سکتے نیز پودوں، گھاس اور پھولوں کو اپنی نشوونما کیلئے وقت بھی درکار ہوتا ہے ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ کچھ کام رہ گیا ہے امید ہے کہ بقایا رقم ملنے پر ہم یہ کام شروع کر دیں گے اور پھر یہ لان اپنا صحیح نظارہ دے سکیں گے۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ جو رقم دیگئی ہے ٹھیکیدار نے اسی کے مطابق کام کیا ہے اور اتنا ہی کام ہو چکا ہے ؟

وزیر زراعت وجنگلات جناب اسپیکر! اسکے بارے میں کہدیا گیا ہے کہ جب بقایا رقم مل جائیگی تو یہ کام ہو جائے گا۔

مسٹر نصیر احمد باچا۔ جناب اسپیکر! جو رقم دیگئی ہے اتنا کام نہیں ہوا۔ جبکہ رقم زیادہ دیگئی ہے وزیر موصوف نے فرمایا دو فٹ کھدائی ہوئی ہے جبکہ دراصل چھ انچ کھدائی کیگئی ہے ممبران صاحبان نے بھی لان دیکھا ہوگا۔

وزیر زراعت وجنگلات۔ جناب اسپیکر! اسی لئے یہاں کہا گیا ہے کہ دو فٹ کھدائی کرنا ضروری تھا مگر چونکہ اسمبلی کا افتتاح نزدیک تھا جس کی وجہ سے کام نہ ہو سکا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب اسپیکر! کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرائیں گے کہ باقی کام کب ہوگا؟

وزیر زراعت وجنگلات۔ جناب اسپیکر! اب یہ کام اسمبلی کے ذمہ

ہے ان کے سپروائزر اور مالی ہیں تاہم جب بقایا رقم ملیگی تو ہم یہ کام کرکے دیدینگے۔

مسٹر ناصر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! ہمارے وزیر موصوف فرماتے ہیں جی ہاں ابھی تک لان نہیں بنا ہے اور اس جواب کے آخر میں کہتے ہیں چونکہ افتتاح کے دن قریب تھے۔ لیکن ہوسٹل کا افتتاح تو سابقہ گورنر آفریدی صاحب نے کیا تھا ایم پی اے ہوسٹل بھی تو اسمبلی کا حصہ ہے اس کا لان ابھی تک مکمل کیوں نہیں ہوا ہے۔

ارباب محمد نواز کاسی۔ وزیر زراعت و جنگلات یہ اسمبلی لان کی بات ہے وزیر اعظم صاحب تشریف لا رہے تھے اور اسمبلی کا افتتاح قریب تھا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ تاہم اس وقت سوائے ایم پی اے ہوسٹل کے باقی اسمبلی بلڈنگ کے تمام لان مکمل ہیں۔

مسٹر ناصر علی بلوچ۔ ایم پی اے ہوسٹل بھی تو اسمبلی بلڈنگ کا حصہ ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ارباب صاحب یہ کام کب مکمل ہوگا۔؟

وزیر زراعت و جنگلات۔ جب فنڈز مل جائیں گے مکمل کرادیں گے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ جتنے کا ٹینڈر کرایا گیا تھا سارے پیسے خرچ ہوگئے؟

وزیر زراعت و جنگلات۔ جناب والا! اسمیں کچھ بقایاجات ہیں۔

میر ناصر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) میں پوچھتا ہوں یہ رقم کون دیتا ہے؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ارباب صاحب آپ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اس کا تصفیہ کرائیں کہ کون پیسے دیتا ہے اور کون کیا کام کرواتا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال۔

***۱۰۔ ملک محمد یوسف اچکزئی،**

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) صوبہ بلوچستان سے بیرونی ممالک کی دعوت پر زمینداروں کے نام سے اب تک کتنے وفود بیرونی ملکوں کا دورہ کر چکے ہیں۔؟

ب) ان وفود میں شامل کون لوگ تھے ان کے نام بمعہ ایڈریس کے تفصیل دی جائے نیز وفاقی یا صوبائی حکومت نے جو وفود بیرون ملک بھیجے ان کی تفصیل بھی بتلائیں۔

وزیر زراعت،

صوبہ بلوچستان سے بیرونی ممالک کی دعوت پر آج تک زمینداروں کا کوئی وفد باہر نہیں بھیجا گیا۔ ہاں البتہ عالمی ادارہ خوراک وزراعت اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے فنی و مالیاتی تعاون سے محکمہ زراعت میں پھلوں کا ایک ترقیاتی منصوبہ زیر عمل ہے اس منصوبہ کے تحت اب تک چار وفود باہر بھیجے جا چکے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اب تک صرف چار وفود غیر ملکی مطالعاتی دورہ پر بھیجے گئے ہیں جنکی تفصیل ذیل ہے

زمینداروں کا مطالعاتی دورہ ازمیر ترکی د اکتوبر ۱۵ر تا ۳۰ر ۱۹۸۱ء

۱	جناب نور احمد لہڑی	کوئٹہ	۹ر	جناب خدائیداد خان پانیزئی	زیارت
۲ر	جناب ارباب محمد نواز خان کاسی	کوئٹہ	۱۰ر	جناب ملک محمد انور	زیارت
۳ر	جناب خلیل الرحمٰن	پشین	۱۱ر	جناب ملک محمد سعید	قلات
۴ر	جناب سردار نور اللہ خان ترین	پشین	۱۲ر	جناب محمد اکبر	قلات
۵ر	جناب جلال الدین جوگیزئی	لورالائی	۱۳ر	جناب میر محمد رحیم	قلات
۶	جناب محمد اعظم	قلات	۱۴ر	جناب سید احمد شاہ	کوئٹہ
۷	جناب نوابزادہ محمد یوسف جوگیزئی	ژوب	۱۵ر	جناب اختر محمد خان چیف آف سیکشن محکمہ ترقیات ومنصوبہ بندی حکومت بلوچستان	
۸	جناب غلام نبی	ژوب	۱۶	جناب ڈاکٹر محمد سعید پروجیکٹ ڈائریکٹر	

(۲) زمینداروں کا مطالعاتی دورہ نمبر ۲ یوگوسلاویہ ورومانیہ ستمبر ۱ تا ۱۶ ۱۹۸۳ء

۱ر	جناب عبداللہ جان خلجی	کوئٹہ	۸	جناب امین اللہ	زیارت

زمینداروں کا مطالعاتی دورہ نمبر (۲) یوگوسلاویہ ورومانیہ ستمبر ۱ تا ۱۸ ۱۹۸۳ء

۲ر	جناب ملک محمد قاسم شاہوانی	کوئٹہ	۹ر	جناب میر ولی محمد شاہوانی	کوئٹہ
۳ر	جناب عبدالحکیم	پشین	۱۰	جناب عنایت اللہ	کوئٹہ
۴	جناب محمد قاسم خان	پشین	۱۱ر	جناب بزن بزنجو	خضدار
۵	جناب سردار بشیر احمد جوگیزئی	ژوب	۱۲ر	جناب میر رسول بخش زرکزئی	خضدار
۶	جناب سردار عبدالقیوم	قلات	۱۳ر	جناب ڈاکٹر میر حاجی ترین	لورالائی
۷	جناب شہزادہ	زیارت	۱۴ر	جناب ڈاکٹر محمد سعید	پروجیکٹ ڈائریکٹر

۴) زمینداروں کا مطالعاتی دورہ نمبر ۳ اسٹریلیا، دسمبر ۱۹۸۵ء

۱۔ جناب سرور خان کاکڑ	پشین	۵۔ جناب محمد اکبر زہری	قلات
۲۔ جناب نور احمد لہڑی	کوئٹہ	۶۔ جناب میر بلخ شیر مری	کوہلو ایجنسی
۳۔ جناب جانان خان	لورالائی	۷۔ جناب عبد اللہ جان محمد شہی	قلات
۴۔ جناب محمد خان کچلاک	پشین	۸۔ جناب نیک محمد ترین	پروجیکٹ ڈائریکٹر

زمینداروں کا مطالعاتی دورہ نمبر ۴ برطانیہ، اگست ۱۹۸۶ء

۱۔ جناب الحاج ارباب محمد نواز خان کاسی	کوئٹہ	۶۔ جناب میر اکبر خان لسبیلہ	لسبیلہ
۲۔ جناب میر ذوالفقار مگسی	کچھی	۷۔ جناب محمد اقبال خان کھوسہ	نصیر آباد
۳۔ جناب محمد علی جوگیزئی	ژوب	۸۔ جناب عبد الغفور	مکران
۴۔ جناب ملک محمد اکبر زہری	قلات	۹۔ میر عبد الکریم نوشیروانی	خاران
۵۔ جناب الحاج سردار بہادر خان بنگلزئی	قلات	۱۰۔ جناب نیک محمد خان ترین	پروجیکٹ ڈائریکٹر

میر عبد الکریم نوشیروانی۔ جناب اسپیکر صاحب میں ارباب صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ باہر ممالک میں جو زمیندار بھیجتے ہیں گندم کا موسم ہے میں چاہتا ہوں گندم پیدا کرنے والے زمینداروں کو بھیجا جائے۔ جو وہاں پر جا کر دیکھ سکیں اور واپس آکر کام کر سکیں پھلوں اور پھولوں کے بارے میں تو ہم گئے تھے اب ایسے زمیندار بھیجیں جو گندم کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ اور دیکھ سکیں کہ غیر ممالک کے لوگ زمینداری میں کیا کام کر رہے ہیں۔ تاکہ آسانی ہو اور ہم سیکھ سکیں۔ اس کیلئے بلوچستان کا ایک وفد ضرور بھیجا جائے۔

وزیر زراعت۔ جناب اسپیکر صاحب آئندہ ایسا ہی کریں گے کہ جو

گندم پیدا کرنے والے علاقے ہیں ان کے زمینداروں کو باہر ممالک میں بھیجا جائے گا۔ جو پھل پھول والے ہیں ان کو پھل پھول کیلئے بھیجیں گے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر جیسا کہا گیا ہے کہ یہ وفود عالمی خوراک کے ادارے کے توسط سے بھیجے جا رہے ہیں کیا یہ بتا سکیں گے کہ ان کا تعین کون کرتا ہے۔؟

وزیر زراعت۔ جناب والا! محکمے والے کرتے ہیں جب محکمہ متعلقہ سے ناموں کی فہرست آجاتی ہے تو یہ فہرست سیکریٹری کی معرفت چیف سیکرٹری صاحب کو بھیج دیتے ہیں بعد میں وہ چیف منسٹر کو بھیجتے ہیں پھر صوبائی حکومت کی طرف سے وفاقی حکومت کو فہرست بھیجی جاتی ہے۔ فائنل منظوری وہی دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ناموں کی فہرست پی اینڈ ڈی کو بھی بھیج دی جاتی ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مارشل لاء کے بعد جو لوگ بھیجے گئے ہیں کیا مارشل لاء کے بعد ہر علاقے کے لوگوں کو آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی گئی ہے۔؟

وزیر زراعت۔ جناب اسپیکر! کوشش تو ہوتی ہے جو گندم پیدا کرنے والے زمیندار ہیں ان کو گندم کے لئے بھیجا جائے۔ جو اضلاع رہ گئے ہیں ان سے بھی لوگ بھیجے جائیں۔

پرنس یحییٰ جان۔ جناب والا ہم نے دیکھا ہے کہ زراعت کے سلسلے میں جو لوگ باہر جاتے ہیں جیسا کہ حال ہی میں بلوچستان سے ایک وفد انگلستان گیا

تھا یہ پھل فروٹ کے لئے گئے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں اس میں ریگستانی علاقے کے لوگ بھیجے گئے تھے۔ جو کہ ناانصافی ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں جاؤں مگر آپ ان لوگوں کو بھیجا کریں جو کاشتکاری سے متعلق ہیں جو کاشت واقعی کرتے ہیں ان کو بھیجیں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا آئندہ ایسا ہی کیا جائے گا جو ممالک دعوت دیتے ہیں ہم اس کے مطابق بھیجتے ہیں مثلاً یو کے والوں نے دعوت دی تو وہاں زیادہ پھل فروٹ پیدا ہوتا ہے اس لئے ایسے آدمی بھیجے گئے۔ اور اسی طرح امریکہ میں گندم پیدا کرنے والے بھیجے جائیں گے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال بھی ملک محمد یوسف صاحب کا ہے۔

***۱۱۷۔ ملک محمد یوسف اچکزئی،**

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) بلوچستان میں اس وقت کل کتنے بلڈوزر کام کر رہے ہیں

ب) یہ بلڈوزر کہاں کہاں اور کس ایم پی اے/سینیٹرز/ایم این اے کے پاس ہیں تفصیل بتلائیں

وزیر زراعت۔

۴۸۱ (۳۴۱۱ بلڈوزر نئے ہیں اور باقی ، پرانے ہیں جو کبھی چلتے ہیں اور کبھی روک جاتے ہیں)

ضلع	حلقہ نمبر	نام ایم پی اے/سینیٹر/ایم این اے	تعداد	الاٹ شدہ بلڈوزر گھنٹے
کوئٹہ	پی بی ۱	زمیندار عبداللہ جان	۱	۱۶۵
؍؍	۴	ارباب محمد نواز خان	۱	۵۱۲۴

۱	۲	۳	۱۰	۴	۵
″	۴	چیف منسٹر		۱	۳۵۰۴
″	۴	ملک گل زمان خان		۱	۷۶۰
″	۴	حاجی حبیب اللہ سینئر	6	۱	۱۵۰۰
″	۴	میر عبدالمجید بزنجو		۱	۳۰۰
″	۴	سردار چاکر خان ڈومکی		۱	۳۷۵
چشین	پی بی ۵	سردار خیر محمد خان ترین		۱	۱۹۳۳۲
″	۵	چیف منسٹر	۳	۱	۵۹۱۰
″	۵	فریدون آباداں		۱	۸۶۸
″	۶	ملک محمد یوسف خان اچکزئی	۲	۱	۸۳۰۰
″	۶	حاجی محمد خان		۱	
″	۷	ملک سرور خان کاکڑ		۴	۲۴۵۹۹
″	۷	چیف منسٹر	۸	۳	۷۵۹۶
″	۷	پروجیکٹ		۱	۲۱۹۵۷
″	۸	نصیر احمد باچا		۱	۶۰۰۰
لورالائی	پی بی ۹	سردار محمد یعقوب خان ناصر		۴	۲۸۵۵۲
″	۱۰	سردار عصمت اللہ		۱	۱۴۵۵۰
لورالائی	پی بی ۱۱	سردار احمد شاہ کیھتران	۷	۵	۲۲۴۵
″	۱۱	سردار محمد یعقوب خان ناصر		۱	۳۰۰۰
ژوب ″	۱۲	حاجی محمد شاہ		۶	۱۳۳۳۲
″	۱۳	شیخ ظریف خان		۲	۱۰۰۰۰
″	۱۳	سردار وزیر احمد جوگیزئی	۶	۱	۴۳۳۳
″	۱۳	حاجی محمد شاہ		۱	۶۶۶۶

۱	۲	۳		۴	۵
،	۱۴	نواب تیمور شاہ جوگیزئی	۳	۱	۱۶۰۰
״	۱۴	چیف منسٹر		۱	۱۰۰۰
״	۱۴	سردار وزیر احمد جوگیزئی		۱	۳۹۳۳
چاغی ״	۱۵	ملک عید محمد	۸	۲	۶۶۶۶
״	۱۵	چیف منسٹر		۵	۸۵۰۰
سبی ״	۱۶	چیف منسٹر		۳	۱۱۴۸۴
زیارت ״	۱۷	سردار نواب خان	۸	۵	۱۱۷۹۹
״	۱۷	چیف منسٹر		۲	۵۰۰۰
کوہلو پیاپی	۱۸	میر ہمایوں خان مری		۱۰	۲۹۹۹۹
ڈیرہ بگٹی ״	۱۹	نواب سلیم بگٹی	۵	۳	۹۲۰۰
״	۱۹	ارجن داس بگٹی		۲	۳۳۶۶
نصیرآباد ״	۲۰	میر عبدالغنی جمالی		۱	۱۳۴۳۲
״	۲۰	میر عبدالرحمان جمالی	۲	۱	۱۸۰۰
״	۲۰	اریگیشن ڈیپارٹمنٹ بذریعہ کمشنر نصیرآباد		۱	۲۴۰۰
״	۲۳	میر رسول بخش لہڑی سینیٹر / چیف منسٹر	۳	۲	۴۷۳۲
״	۲۳	فتح علی عمرانی		۱	۷۸۶۶
ضلع کچھی ״	۲۴	سردار دینار خان	۳	۲	۱۱۳۳۲
״	۲۴	سردار چاکر خان ڈومکی		۱	۳۰۰۰۰

۱	۲	۳		۴	۵
״	۲۵	سردار چاکر خان ڈومکی		۲	۸۲۰۰
״	۲۵	چیف منسٹر	۷	۴	۲۵۰۰
״	۲۵	سردار تاج محمد		۱	۲۳۱ ۹۹
کچھی	پی بی ۲۶	ذوالفقار علی مگسی	۵	۴	۲۳۱۹ ۹
״	۲۶	میر یوسف علی		۱	۱۳۳۵ ۹
قلات ״	۲۷	سردار بہادر خان بنگلزئی		۲	۷۹۸۳
״	۲۷	چیف منسٹر	۷	۴	۲۰۰۰
״	۲۷	گورنر اسپیشل فنڈ		۱	۱۴۰۰
״	۲۸	شہزادہ یحییٰ خان			
״	۲۸	میر احمد خان زہری	۲	۱	۶۰۰۰
״	۲۸	شہزادہ محی الدین		۱	۹۴۸۳
״	۲۹	میر احمد خان زہری		۴	۱۴۰۰۰
״	۳۰	میر محمد نصیر مینگل		۱	۱۰۰۰
״	۳۰	چیف منسٹر	۳	۱	۶۶۴۷
״	۳۰	کمشنر قلات		۱	۱۰۰۰
״	۳۱	میر محمد نصیر مینگل		۴	۱۴۳۳۳
״	۳۲	میر عبدالمجید بزنجو		۳	۱۷۰۰۰
״	۳۲	منیر افریدی (سنیٹر)	۶	۱	۵۰۰
״	۳۰	چیف منسٹر		۲	۴۶۶۶
خاران ״	۳۳	گورنر/چیف منسٹر		۷	۸۶۶

۱	۲	۳	۴		۵
لسبیلہ	۳۴	الحاج جام میر غلام قادر خان	۸	۱۱	۱۰۱۶۶
	۳۴	چیف منسٹر	۲		۷۷۱۶
	۳۴	اریگیشن	۱		۷۳۰۰
	۳۵	میر صالح محمد بھوتانی	۱		۱۱۲۵۰
پنجگور	۳۶	گورنر/چیف منسٹر	۲	۱۱	۹۸۰۰
	۳۶	میر ناصر علی بلوچ	۹		۱۶۳۳۳
تربت	۳۷	میر محمد علی رند	۸	۱۰	۱۳۳۳۳
	۳۷	گورنر/چیف منسٹر	۲		۳۸۰۰
	۳۸	ڈاکٹر حیدر بلوچ	۷		۲۰۰۰
	۳۸	نوابزادہ شیخ عمر سینیٹر	۱	۲	۳۳۳۳
	۳۸	چیف منسٹر	۱		۸۵۰۰
وادر	پی بی ۳۹	سید داد کریم	۲		۵۰۰۰
	۴۰	میر عبدالغفور بلوچ	۵	۳	۶۰۰۰
	۴۰	چیف منسٹر	۲		۳۰۰۰

ملک محمد یوسف اچکزئی ۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! بلڈوزر کے بارے میں جون کے بجٹ اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس کے گھنٹے مساوی طور پر تقسیم کئے جائیں گے اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب نے چھٹی لکھی۔ مگر ابھی تک ہمیں ایک بلڈوزر ملا ہے جبکہ اس ضلع کے دوسرے ممبر کو آٹھ بلڈوزر ملے ہیں میری گذارش ہے کہ جب اجلاس میں یہ فیصلہ ہوگیا تھا اور تجویز پاس ہوگئی تھی تو

اب تک مساوی طور پر بلڈوزر محکمہ زراعت نے کیوں نہیں دیئے گئے ہیں۔ ؟

وزیر زراعت۔ جناب والا! اس وقت ایک موجودہ بلڈوزر ہیں اور ان میں سے ستر بالکل ٹھیک ہیں ان میں سے کئی چلتے ہیں اور کبھی رک جاتے ہیں۔ جہاں تک ملک محمد یوسف اچکزئی صاحب کا سوال ہے ان کو دو بلڈوزر دیئے گئے تھے ایک چل رہا ہے اور ایک خراب ہے انہوں نے گھنٹے بھی دیئے ہیں اور جب نئے بلڈوزر آئیں گے وہ بھی ہم ان میں شامل کر دیں گے نئے بلڈوزر ابھی حکومت نے تقسیم بھی نہیں کئے ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ پچھلے دنوں ایک سو نئے بلڈوزر منظور ہو چکے ہیں اور پرانے تقریباً سارے خراب پڑے ہیں یہ نئے بلڈوزر کب تک آئیں گے ؟ تاکہ یہ بلڈوزر کا جھگڑا ختم ہو جائے نئے بلڈوزر جلد منگائے جائیں۔ اب جو موجود ہیں ان میں سے صرف چند ٹھیک ہیں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا! یہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہے جب ٹریکٹر وہاں سے آجائیں گے تو ہم دے دیں گے۔ اس کے لئے کاغذات مکمل کر کے بھیج دیئے ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! جب وزیر صاحب ہمارے ساتھ ہوتے تھے میں تھے تو لندن میں انہوں نے کہا تھا کہ میں بلڈوزروں کے سلسلے میں جرمنی جا رہا ہوں اور ان بلڈوزروں کا کوئی تصفیہ کروا کر آؤں گا جب انہوں نے کہا تھا تو یہ وزیر زراعت صاحب کا فرض ہے وہ جلد جرمنی سے لائیں یا اسلام آباد جا کر بیٹھ جائیں۔ اور کوشش کر کے جلدی لائیں۔

وزیر زراعت۔ جناب والا! میں نے تو یہ نہیں کہا تھا کہ میں جرمنی جا رہا ہوں بلکہ وفاقی حکومت کی بات چیت چل رہی ہے۔ جب بلڈوزر مل جائیں گے تو ہم دے دیں گے۔ یہ جرمن حکومت کی طرف سے ایک پیشکش تھی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب! ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ہمارے ساتھ تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ میں جرمنی سے بلڈوزروں کا بندوبست کرا کر آؤنگا۔

وزیر زراعت۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں بلڈوزروں کو بھجوا رہا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ارباب صاحب سبی میں وزیراعظم صاحب نے آپ کو کہا تھا کہ ہم آپ کے لئے سو نئے بلڈوزر بھجوا رہے ہیں۔ ؟

وزیر زراعت۔ جناب اسپیکر! وزیراعظم نے نہیں بلکہ صدر پاکستان نے کہا تھا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ یہ واضح بات ہے کہ دو سو نئے بلڈوزر کا کہہ دیا گیا ہے۔ کیا آپ ان کو یاد دہانی کراتے رہتے ہیں؟ اور کوشش کرتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں ان کی کوشش ہے۔ جب بلڈوزر آجائیں گے تو آپ کو دے دیئے جائیں گے۔

***۱۲۷۔ ملک محمد یوسف اچکزئی،**

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف بلوچستان پروانشل کوآپریٹو بینک جناح روڈ کے اسوقت مالی اثاثے کتنے ہیں اس بینک نے گذشتہ تین سالوں کے دوران کتنی کوآپریٹو سوسائیٹز کو کتنے قرضے فراہم کئے اور ان میں سے کتنے ابھی تک وصول کیئے اور کتنی رقم اب تک بقایا ہے

ب) مذکورہ بینک کو وفاقی کوآپریٹو بینک سے اور دیگر ذرائع سے کتنی رقم ملی ہے اور اسوقت اسکا کتنا سرمایہ موجود ہے تفصیل بتلائیں۔

وزیر زراعت

اثاثہ جات

Assets

الف ۱) قرضہ جات واجب الوصول تا ۳۰ $\frac{6}{86}$ ء	۲۰۱۴۶۰۱۵-۸۰
۲) کیش بینکوں اور دیگر اداروں میں جمع شدہ رقومات تا ۳۰ $\frac{6}{86}$	۶۰۵۷۵۴۷-۷۵
۳) دیگر اثاثہ جات تا ۳۰ $\frac{6}{86}$ ء	۵۰۹۴۴۹-۹۴
میزان	۲۶۷۱۲۸۱۳-۴۹

اس بینک نے گذشتہ تین سالوں میں ایک سوسائیٹی کو مورخہ $\frac{12}{86}$ ۱۱ مبلغ =/۱۲۰۰۰ روپے قرضہ جاری کیا ہے اور اس میں کوئی وصولی نہیں ہوئی

Sialalitis

ب) فیڈرل بینک برائے امداد باہمی سے جو رقومات ملی ہیں۔ ء	۲۳۴۷۶۹۰۳۰۰
حصص صوبائی حکومت ء	۵۳۰۰۰۰۰۰۰
حصص کوآپریٹو سوسائیٹز ء	۱۶۹۴۸۰۰۰۰
امانتیں	۱۷۷۳۱۹۰۹۴
میزان ء	۳۲۲۴۴۸۹۴۹۴

مورخہ ۳۰-۶-۸۹ فیڈرل بینک کا مبلغ ۲۵۳۶۶۱۵۹/= روپے قرضہ معہ سود بلوچستان پراونشل کواپریٹو بینک کے ذمے باقی ہے۔
بینک کا موجودہ سرمایہ مبلغ ۲۶۷۱۲۸۱۳/۴۹ روپے ہے۔ جس کی تفصیل جز ور الف میں دی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ارباب صاحب آپ اپنے عملے کو ہدایت کریں کہ وہ آئندہ فگر لفظوں میں لکھیں تا کہ اس سے آپ کو پڑھنے میں آسانی ہو۔

وزیر زراعت و جنگلات۔ جناب والا! یہ پرنٹنگ پریس والوں کا کام ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ یہ پرنٹنگ پریس والوں کا کام نہیں ہے یہ آپ کے محکمہ کا کام ہے۔ اسے میں پڑھ سکتا ہوں لیکن آپ پڑھنے میں دقت محسوس کر رہے ہیں۔

ملک محمد یوسف اچکزئی، (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ فیڈرل بنک کے مبلغ دو کروڑ ترپن لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو انسٹھ روپے بنک کے ذمہ بقایا ہیں۔ اور ہمارا موجود سرمایہ دو کروڑ سٹرسٹھ لاکھ بارہ ہزار آٹھ سو تیرہ روپے ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اتنا سرمایہ ہوتے ہوئے بنک اس قدر مقروض ہے؟ ۔

وزیر زراعت و کواپریٹو سوسائیٹیز۔ جناب والا! اصل میں لوگوں کے ذمہ بنک کے قرضہ کی ریکوری نہیں ہو رہی ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! میری عرض یہ ہے کہ آپ

خود فرماتے ہیں کہ ہمارے ذمہ فیڈرل کواپر یٹو بینک کا قرضہ ہے اور ہمارا موجودہ سرمایہ اتنا ہے تو آپنے اتنے سرمایہ سے اپنا قرضہ کیوں ادا نہیں کیا؟

وزیر زراعت و کواپریٹیو۔ جناب اسپیکر! یہ مس پرنٹ (طباعت کی غلطی) ہے اتنا سرمایہ نہیں ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! یہ صحیح ہے کہ اسکا اتنا سرمایہ نہیں ہے کیونکہ میں خود اس کا ڈائریکٹر رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جواب میں غلط شو کیا گیا ہے۔

وزیر زراعت۔ کواپریٹیو۔ میں نے عرض کیا ہے کہ چھپائی کی غلطی ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! یہ جواب غلط ہے مثلاً میں بیس ہزار روپے کا سرمایہ رکھتا ہوں اور پندرہ ہزار روپے کا مقروض ہوں تو ظاہر ہے کہ میں اپنا قرض ادا کر سکتا ہوں۔ جبکہ یہاں کہا گیا ہے کہ اپنے سرمایہ کے باوجود وہ مقروض ہیں لہٰذا اعداد و شمار غلط پیش کئے گئے ہیں اگر جناب اسپیکر کی اجازت ہو تو اگلے اسمبلی اجلاس میں اسکا تفصیلی جواب پیش کیا جائے۔ تاکہ صحیح اعداد و شمار مہیا ہو سکیں۔

وزیر زراعت۔ جناب اسپیکر! اگلے اجلاس میں نہیں بلکہ اسی اجلاس میں مہیا کیا جائیگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اس سوال کا تفصیلی جواب اسمبلی کے سترہ

تاریخ کے اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

اب اگلا سوال بھی ملک محمد یوسف اچکزئی صاحب کا ہے۔

*۱۲۰۔ ملک محمد یوسف اچکزئی۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ پراونشل کوآپریٹو بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز اور سیکرٹری کے مابین بلڈنگ کے سلسلہ میں جھگڑا چل رہا تھا۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس جھگڑے کی کیا وجوہات ہیں اور یہ معاملہ اب تک کن کن عدالتوں میں جا چکا ہے اور ان عدالتوں نے کیا فیصلہ جات دیئے ہیں۔

ج) عدالتوں کے فیصلہ جات پر کوئی عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں نیز اس جھگڑے کے سلسلے میں قانونی چارہ جوئی پر اب تک بینک کا کل کتنا خرچ آچکا ہے تفصیل بتلائیں۔

وزیر زراعت

الف) بلوچستان پراونشل کوآپریٹو بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اپنے اجلاس منعقدہ ۶/۱۹۸۴ / ۱۹ میں یہ فیصلہ کیا کہ بینک کی موجودہ عمارت جو کرایہ پر ہے اس کو خرید لیا جائے اور بورڈ نے جنرل منیجر کو ہدایت کی کہ اس سلسلے میں ضروری اقدامات عمل میں لائے جائیں چونکہ بورڈ کے متذکرہ بالا فیصلے کے لئے رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی منظوری ضروری تھی جو حاصل نہیں کی گئی اور بینک کے پاس بلڈنگ فنڈ کی مد میں اتنی رقم موجود نہیں تھی جس سے بلڈنگ کو خریدا جا سکتا لہٰذا سیکرٹری صاحب محکمہ امداد باہمی بلوچستان نے اسکی منظوری نہیں دی بلکہ سیکشن آفیسر محکمہ زراعت نے جنرل منیجر بلوچستان پراونشل کوآپریٹو بینک کو سیکرٹری صاحب کی اس خواہش سے مطلع کیا کہ بینک کو رجسٹرار صاحب کے دفتر واقع سریاب روڈ منتقل کیا جائے۔

ب) بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سے پانچ ڈائریکٹر صاحبان نے بینک کی منتقلی کے خلاف ہائیکورٹ آف

بلوچستان میں مورخہ ۱۷/۹/۸۴ کو سیکرٹری محکمہ امداد باہمی بلوچستان کے خلاف دعویٰ کردیا اور ہائیکورٹ آف بلوچستان نے اس مقدمے کا فیصلہ مورخہ ۵/۱۰/۱۹۸۵ کو کرتے ہوئے ان ڈائریکٹر صاحبان کے دعویٰ کو خارج کیا جس کیخلاف متذکرہ ڈائریکٹر نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی اور اس اپیل کا فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے مورخہ ۲۱/۴/۱۹۸۷ کو سنایا جس کی رو سے ہائیکورٹ آف بلوچستان کے فیصلے کو رد کیا گیا کیونکہ بنیک کی منتقلی کے متعلق سیکرٹری صاحب/سیکشن آفیسر کی چھٹی میں سیکرٹری صاحب نے اپنے خواہش کا اظہار کیا ہے اور کوئی حکم نہیں دیا چنانچہ بنیک اسی بلڈنگ میں بدستور کام کررہا ہے اور اسے منتقل نہیں کیا گیا۔

ج) جیسا کہ جزو ب میں ذکر کیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے پر عمل درآمد کرتے ہوئے بینک کو منتقل نہیں کیا گیا۔ ان عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کی صورت میں بینک کا کوئی خرچہ نہیں ہوا ہے بلکہ مقدمے کے اخراجات حکومت بلوچستان نے برداشت کیے ہیں۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! یہ کہتے ہیں جھگڑا چل رہا تھا اور ہائی کورٹ نے مقدمہ خارج کردیا تھا آپکی یہ بات صحیح ہے۔ سپریم کورٹ کا جب بورڈ آف ڈائریکٹرز کے حق فیصلہ کیا جاچکا ہے لہٰذا یہ بلڈنگ بنیک کی ملکیت ہونی چاہیئے لیکن ابتک انتقال نہیں ہوا۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

وزیر کواپریٹیو۔ جناب اسپیکر! اس وقت قیمت کا جو فیصلہ ہوا تھا غالباً تھوڑے پیسے دیئے گئے تھے اسمیں آپ خود بھی ڈائریکٹر تھے، میں جناح روڈ والے بنیک کی بات کررہا ہوں۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ اسکی کل رقم سولہ لاکھ روپے تھی۔ جبکہ آپکا سرمایہ دوکروڑ روپے ہے۔ کیا آپکے پاس سولہ لاکھ روپے نہیں ہیں کہ بنیک کے

بلڈنگ لے کر اپنی ملکیت میں لے لیں؟ اسکا مالک پشین کا رہنے والا ہے۔ وہ کہتا ہے آپ بلڈنگ میرے حوالہ کریں آیا بقایا رقم ادا کر کے انتقال حاصل کر لیں۔

وزیر کوآپریٹیو۔ جناب اسپیکر! اس وقت ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ سارے کے سارے اسکے مالک کو دیدیں۔ اور اسکو گورنمنٹ کے نام ٹرانسفر کردیں۔ آپ خود بھی اسکے ڈائریکٹر تھے آپکو معلوم ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! کیا وزیر موصوف آپ کی وساطت سے یہ بتائیں گے کہ اس کی پیمنٹ کب تک کریں گے۔ اور اس بلڈنگ کا انتقال کب ہوگا۔؟

وزیر کوآپریٹیو۔ جناب والا! ہمارے پاس جب بھی پیسہ ہوگا ہم خریدیں گے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب اسپیکر! گذشتہ چار سال سے فیڈرل کوآپریٹیو بنک نے کوئی قرضہ نہیں دیا اس وقت ان کے ذمہ بقایا رقم نہیں تھی فیڈرل بنک نے صوبائی حکومت کے زرضمانت کے بغیر کوئی قرضہ صوبائی کوآپریٹیو بنک کو نہیں دیتا یہ ان کی پالیسی ہے۔ فیڈرل بنک قرضہ نہیں دیتا اس لئے کہ صوبائی حکومت زرضمانت نہیں دیگی .... ان کا کہنا ہے اس وقت تک قرضہ نہیں دیا دیا جائے گا جب تک صوبائی بنک کے بقایاجات کی وصولی نہیں ہوگی لہٰذا صوبائی حکومت اس بارے میں ہدایت کرے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ملک صاحب آپکی تقریر سوال سے متعلق

نہیں ہے۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! کوآپریٹیو بنک تو اب مردہ لاش بن گیا ہے جبکہ سارے پاکستان میں کوآپریٹیو سوسائٹیز کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ملک صاحب آپکی یہ تقریر غیر متعلق ہے آپ اپنے سوال سے متعلق ضمنی سوال کریں۔

وزیر کوآپریٹیو۔ جناب اسپیکر! اگر آپکی اجازت ہو تو میں عرض کروں گا۔ کہ ہمارے ملک صاحب بھی ان کے مقروض ہیں اسی طرح اور کئی لوگ ہیں جن کے ذمہ لاکھوں روپے ہیں ....

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا! اگر یہ ہے تو ستر تاریخ کے اجلاس میں اس کا حساب پیش کیا جائے ...... کہ میں کتنا مقروض ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

نمبر ۲۳۰۷۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف) بلوچستان کے زمینداروں کے لئے کتنے پمپ منگوائے گئے ہیں اور یہ پمپ کتنے ہارس پاور کے ہیں فی پمپ کی قیمت کتنی ہے اور یہ کس کمپنی سے لئے گئے ہیں ؟

ب) مذکورہ پمپ کن تحصیل / اضلاع کے زمینداروں کو بلا قیمت دیا گیا ہے زمینداروں کے نام اور انکے زمینوں کے رقبہ کی تفصیل بھی دی جائے ؟

وزیر زراعت

موجودہ حکومت کے دور میں زمینداروں کو رعایتی قیمت پر پمپ وغیرہ دینے کے لئے کسی قسم کی اسکیم منظور نہیں ہوئی ہے لہٰذا (الف) و (ب) کا جواب صفر تصور کیا جائے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! منسٹر صاحب اپنے جواب میں کہتے ہیں کہ کوئی پمپ نہیں منگوائے گئے۔ جناب والا! پچھلے مہینے انہوں نے ایک رسالہ زرینہ کو انٹرویو دیا تھا اور کہا تھا کہ اس وقت پندرہ پمپ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں اور میں فصل کے کاشت کے وقت زمینداروں میں تقسیم کروں گا۔ اگر پمپ نہیں تھے تو انہوں نے اپنے انٹرویو میں کیوں کہا تھا ؟ -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کیا آپ نے ان کا انٹرویو اچھے طریقے سے پڑھا ہے؟ کیونکہ میں نے بھی پڑھا ہے -

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ میرے خیال میں انہوں نے کہا ہے کہ کہ پندرہ پمپ ان کے پاس ہیں ....

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اسمیں واضح طور پر لکھا ہے کہ ارباب صاحب کی کوششوں

سے ایک کمپنی نے پندرہ پمپ لے کر رکھے ہیں جو فصل کاشت کرنے کے سیزن میں زمینداروں کی مشینیں خراب ہو جائیں تو اس کمپنی سے عارضی طور پہ فٹنگ کرا کے کام چلائیں تاکہ فصلوں کو نقصان نہ ہو یہ پمپ گورنمنٹ کے سپلائی شدہ نہیں ہے آپ۔ مضمون اچھی طرح پڑھ لیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! اگر نہیں منگوائے گئے تو وزیر متعلقہ منگوالیں اسمیں کیا حرج ہے۔

وزیر زراعت۔ جناب اسپیکر! جیسا آپنے فرمایا ہے یہ پمپ پڑے ہوئے ہیں۔ کبھی جو خراب ہوجاتا ہے۔

۴۸٪۔ میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مختلف ممبران اسمبلی نے اپنے اپنے حلقوں میں سال ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۷ء کتنے بلڈوزر گھنٹے دیئے ہیں گھنٹوں کی تحصیل/ضلع وار تعداد بتائی جائے۔

وزیر زراعت

مختلف ممبران اسمبلی نے ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۷ء (۱۹۸۶ء - ۸۸ - ۱۹۸۷ء) مندرجہ ذیل بلڈوزر کے گھنٹے دیئے ہیں ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ممبر صوبائی اسمبلی	۱۹۸۵-۸۶ء	۱۹۸۶-۸۷ء	۱۹۸۷-۸۸ء
۱	محترمہ پری گل آغا	کوئٹہ ۲۲۶۶ گھنٹے	کوئٹہ ۳۲۰ گھنٹے	
		قلات ۴۰۰ گھنٹے	پشین ۷۰ "	
		۳۶۶۶ گھنٹے	لورالائی ۵۰ "	
			زیارت ۵۰ "	

کچھی ۲۵۰ //

قلات ۳۴۰ //

خضدار ۵۰ //

خاران ۲۰۰ //

۱۳۳۰ گھنٹے

نمبر شمار	نام ممبر صوبائی اسمبلی	۱۹۸۵-۸۶	۱۹۸۶-۸۷	۱۹۸۷-۸۸
۲	ارباب محمد نواز خان	کوئٹہ ۱۳۲۳	کوئٹہ ۴۵۱۶ گھنٹے تربت ۱۵۰ ۴۶۶۶	تربت ۲۰۰ گھنٹے
۳	ملک گل زمان کانسی	—	—	کوئٹہ ۱۲۶۰ گھنٹے پشین ۲۰۰ // ۱۴۶۰ گھنٹے
۴	میاں سیف اللہ خان پراچہ		کوئٹہ ۷۷۵ گھنٹے پشین ۳۰۰ // قلات ۱۵۰ // ۱۲۲۵ گھنٹے	کوئٹہ ۲۳۰ گھنٹے پشین ۵۰ // قلات ۳۰۰ // ۵۸۰ گھنٹے
۵	آبادان فریدون		پشین ۲۴۰ گھنٹے سبی ۴۶۰ // ۷۰۰ گھنٹے	پشین ۱۰۰ گھنٹے قلات ۵۰ // ۱۵۰ گھنٹے
۶	ملک سردار خیر محمد ترین	پشین ۶۶۶۶ گھنٹے	پشین ۶۰۰۰ گھنٹے	پشین ۶۶۶۶ گھنٹے
۷	ملک محمد یوسف اچکزئی	پشین ۲۳۰۰ گھنٹے	پشین ۴۰۰۰ گھنٹے	پشین ۳۰۰۰ گھنٹے

۸ ملک محمد سرور خان کاکڑ پشین ۱۱۳۳۳ گھنٹے پشین ۱۲۲۶۶ گھنٹے

۹ نصیر احمد باچا ″ پشین ۶۰۰۰ گھنٹے

۱۰ سردار عصمت اللہ خان۔ لورالائی ۶۰۰۰ گھنٹے لورالائی ۱۰۶۶۶ گھنٹے لورالائی ۶۰۰ گھنٹے

۱۱ سردار محمد یعقوب ناصر، لورالائی ۴۶۶۶ گھنٹے

۱۲ سردار احمد شاہ کھیتران لورالائی ۱۵۰۰۰ گھنٹے لورالائی ۶۸۰۰ گھنٹے لورالائی ۶۵۰۰ گھنٹے

ڈیرہ بگٹی ۲۰۰ ″

۷۰۰۰ ″

۱۳ حاجی محمد شاہ خان ژوب ۶۶۶۶ گھنٹے ژوب ۶۶۶۶ گھنٹے ژوب ۶۶۶۶ گھنٹے

۱۴ شیخ ظریف خان ژوب ۴۰۰۰ گھنٹے ژوب ۶۰۰۰ گھنٹے

۱۵ ملک عبید محمد نوتیزئی چاغی ۶۶۶۶ گھنٹے

۱۶ سردار نور احمد مری سبی ۳۵۵۵ گھنٹے سبی۔ ۳۸۹۳ گھنٹے

کوئٹہ ۲۵ ″

لسبیلہ ۲۰۰ ″

قلات ۶۸۶ ″

تربت ۲۰۰

۶۶۶۴ گھنٹے

۱۷ ملک انور دوتانی۔ زیارت ۱۰۰۰ گھنٹے

۱۸ سردار نواب خان ترین۔ زیارت ۵۳۳۴ گھنٹے زیارت ۵۶۶۶ گھنٹے

لورالائی ۶۱۳۳ ″ لورالائی ۱۰۰۰ ″

۱۱۴۶۷ گھنٹے ۶۶۶۶ گھنٹے

۱	۲		۴	۵
۱۹	میر ہمایوں خان مری	کوہلو ۱۶۶۶۶ گھنٹے		———
۲۰	نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی،		ڈیرہ بگٹی ۱۲۰ گھنٹے	———
۲۱	میر اقبال احمد کھوسہ،	نصیر آباد ۶۶۶۶ گھنٹے		نصیرآباد (نیو جھٹ پٹ) ۴۴۰ گھنٹے
۲۲	میر فتح علی عمرانی،	نصیر آباد ۳۳۳۳ گھنٹے	نصیر آباد ۳۳۳۳ گھنٹے	کچھی - ۲۰۰ گھنٹے
۲۳	میر عبدالنبی جمالی۔	نصیر آباد ۶۶۶۶ گھنٹے	نصیر آباد ۶۶۶۶ گھنٹے	نصیر آباد ۴۰۰ گھنٹے
				سبی ۵۰ ″
				زیارت ۱۰۰ گھنٹے
				ژوب ۵۰ ″
				پشین ۳۱۰ ″
				قلات ۳۰۰
				۱۳۱۰ گھنٹے
۲۴	سردار دینار خان کرد	کچھی ۳۶۶۶ گھنٹے	کچھی ۶۶۶۶ گھنٹے	کچھی ۶۶۶۶ گھنٹے
۲۵	سردار چاکر خان ڈومکی	کچھی ۲۲۳.۳۰ گھنٹے	کچھی ۸۰۰۰ گھنٹے	کچھی ۱۵۰۵ گھنٹے
				قلات ۴۰
				۱۶۱۵ گھنٹے
۲۶	نوابزادہ میر ذوالفقار علی مگسی	کچھی ۴۰۰۰ گھنٹے	کچھی ۸۰۰۰ گھنٹے	کچھی ۱۲۰۰ گھنٹے
۲۷	سردار بہادر خان بنگلزئی	قلات ۵۰۰۰ گھنٹے	قلات ۹۹۰۰ گھنٹے	قلات ۶۰۰۰ گھنٹے
۲۸	پرنس یحییٰ جان	قلات ۲۰۰۰ گھنٹے	قلات ۱۲۲۰۰ گھنٹے	———
			پشین ۱۵۰	
			۱۲۳۵۰ گھنٹے	

۱	۲	۳	۴	۵
۲۹	میر احمد خان زہری	خضدار/قلات ۳۰۰۰ گھنٹے	خضدار/قلات ۹۳۳۳ گھنٹے	خضدار/قلات ۱۰۰۰ گھنٹے
۳۰	آغا عبدالظاہر	خضدار ۲۶۶۶ گھنٹے	خضدار ۶۳۲۰ گھنٹے	—
۳۱	میر محمد نصیر مینگل	خضدار ۵۳۳۳ گھنٹے	خضدار ۱۰۳۰۰ گھنٹے	—
۳۲	میر عبدالکریم نوشیروانی	خاران ۲۰۰۰ گھنٹے		
۳۳	میر عبدالمجید بزنجو	خضدار ۵۰۰۰ گھنٹے	خضدار ۱۰۱۰۰ گھنٹے	
۳۴	الحاج جام میر غلام قادر خان	لسبیلہ ۱۰۱۶۶ گھنٹے	خضدار ۱۰۰ پنجگور ۳۰۰ ۴۰۰ گھنٹے	
۳۵	میر صالح محمد بھوتانی	لسبیلہ ۳۰۰۰ گھنٹے	لسبیلہ ۲۵۰۰ گھنٹے	—
۳۶	میر ناصر علی بلوچ	—	پنجگور ۱۰۳۳۳ گھنٹے	پنجگور ۵۳۳۳ گھنٹے
۳۷	میر محمد علی رند	تربت ۳۰۰۰ گھنٹے	تربت ۱۰۳۳۳ گھنٹے	تربت ۲۸۶۶ گھنٹے
۳۸	ڈاکٹر حیدر بلوچ	—	تربت ۳۵۰۰ گھنٹے	—
۳۹	سید داد کریم	گوادر ۲۶۶۶ گھنٹے	گوادر ۳۰۰ گھنٹے	—
۴۰	میر عبدالغفور بلوچ	—	گوادر ۸۰۰۰ گھنٹے	گوادر ۶۰۰۰ گھنٹے
۴۱	ارجن داس بگٹی	—	ڈیرہ بگٹی ۲۶۶۶ گھنٹے کچھی ۵۰۰ گھنٹے ۳۱۶۶ گھنٹے	—
		کل ٹوٹل K۸۶۲۳ گھنٹے	۲۲۲۰۹۷ گھنٹے	۸۶۹۱۲ گھنٹے

میر نبی بخش کھوسہ۔ جناب والا! بلڈوزر ایم پی اے حضرات کو الاٹ ہیں لیکن جب ہم نصیر آباد کے لیئے مطالبہ کرتے ہیں تو محکمہ کہتا ہے کہ فارغ نہیں ہیں۔ لہٰذا میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ ایم پی اے کیلئے بلڈوزر زیادہ سے زیادہ تعداد میں رکھے جائیں تاکہ وہ غریب لوگوں کو بھی الاٹ ہو سکیں۔ اس کے لیئے وہ نقد پیسے بھی دینے کو تیار ہیں۔ اس کے لیئے ہم وزیر اعلیٰ سے بھی التجا کرتے ہیں کہ نصیر آباد میں یہ بلڈوزر جو جہاں ہزاروں گھنٹے ایم پی اے کے الاٹ ہیں وہاں غریب لوگ اس کو ترس رہے ہیں۔ اس کے لیئے یہ میری عرض ہے۔ اس پر غور کیا جائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ میر صاحب جو بلڈوزر اس وقت موجود ہیں۔ جتنے گھنٹے ایم پی اے نے دیئے ہیں وہ پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ اب ایم پی اے بلڈوزر چھوڑے تو حکومت کسی غریب کا کام کرے۔ گورنمنٹ کہاں سے اتنے بلڈوزر لائے۔

میر نبی بخش خان کھوسہ۔ جناب والا! ایم پی اے صاحبان دے سکتے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ جناب آپ بھی تو ایم پی اے ہیں۔

مسٹر ناصر علی بلوچ۔ (ضمنی سوال) جناب والا! میں باقی علاقوں کے بارے میں نہیں جانتا صرف اپنے علاقے کے بارے میں جانتا ہوں کہ انہوں نے

بتایا کہ گورنر اور چیف منسٹر کے نام نو ہزار آٹھ سو میرے نام سولہ ہزار تین سو تیس ۔ کیا وزیر موصوف صاحب مجھے یہ دکھا سکتے ہیں کہ واقعی مجھے اتنے گھنٹے الاٹ ہوتے ہیں ۔ ہم نے لیے ہیں یا چیف منسٹر نے ۔

وزیر زراعت ۔ یہ لسٹ میں لکھے گئے ہیں ۔ جو آپ نے دیئے ۔ چیف منسٹر نے دیئے اور گورنر صاحب نے بھی دیئے ہیں ۔ ان کی لسٹ ہمارے پاس موجود ہے ۔

مسٹر ناصر علی بلوچ ۔ جناب والا ! میں وہی لسٹ دیکھنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں نے اتنے گھنٹے نہیں لیئے اور نہ ہی میرے علاقے میں گورنر اور چیف منسٹر صاحب نے اتنے گھنٹے لیئے ہیں ۔

وزیر زراعت و جنگلات ۔ جناب والا ! اگر اجازت ہو تو میں اسے دوبارہ پڑھ لوں ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر ۔ آپ پنجگور کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر ناصر علی بلوچ ۔ جناب والا ! میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر موصوف مجھے اسمبلی میں ہی تبلائیں ۔ کسی بھی وقت وہ مجھے اس کی معلومات فراہم کر دیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے اتنے گھنٹے میں نے خود دیئے ہیں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ وزیر اعلیٰ اور گورنر صاحب نے گھنٹے دیئے ہیں ۔ رہا باقی لوگوں کا سوال تو اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے ۔

وزیر زراعت و جنگلات۔ جناب والا! اگر معزز رکن میرے پاس تشریف لائیں تو میں ان کی تسلی کرادونگا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ارباب صاحب آپ معزز رکن کی تسلی کرادیں۔

وزیر زراعت و جنگلات۔ بہتر جناب۔ ایسا ہی ہوگا۔

ملک محمد یوسف اچکزئی۔ جناب والا وزیر موصوف نے ہمیں بھی یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہمارے لیئے بھی بلڈوزر شفٹ کرائیں گے۔ جب تک نئے بلڈوزر آئیں گے اسکا وعدہ انہوں نے پچھلے اجلاس میں کیا تھا۔

وزیر زراعت و جنگلات۔ جناب اسپیکر! ہمارے پاس ایک سو چودہ بلڈوزر ہیں وہ تمام کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ستر بلڈوزر خراب ہیں۔ یہ ایک سو چودہ سارے بلوچستان کے لئے ہیں۔ اور جس طرح ان کی تقسیم کی گئی ہے۔ وہ اسی طرح کام کر رہے ہیں۔ اس میں جن کے زیادہ گھنٹے ہیں ان پر بھی توجہ دی جارہی ہے۔ اس میں ۸۶-۱۹۸۵ء ۸۷-۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۸ء کے تو ابھی آگئے ہیں۔ اور جب مزید نئے بلڈوزر آجائیں گے۔ تو اس سے کام ہلکا ہوجائے گا۔ اور پھر ہمارے ممبر موصوف کا بھی کام ہوجائے گا۔

میر نبی بخش خان کھوسہ۔ جناب والا! یہ جو بلڈوزر ہیں ان سے تو پورا بلوچستان ہموار ہوسکتا ہے۔ اس مسئلہ کا کوئی اور تدارک بھی ہے یا نہیں۔ ہم

سب نے جو گھنٹے دیئے ہیں اس سے تو پورا بلوچستان ہموار ہوسکتا ہے۔ اس کی کوئی انکوائری ہو کہ یہ پورے کیوں نہیں ہورہے ہیں۔ اس کیلئے کوئی انصاف پسند آدمی مقرر کریں۔ میں پھر بھی کہوں گا کہ اس سے پہاڑ اور میدان سب ہموار ہوسکتے ہیں۔ یہ مسئلہ تو لاکھوں اور کروڑوں روپے کا ہے۔ اس مسئلہ پر غور کیا جائے۔ ہم یہ عرض اپنے وزیراعلیٰ صاحب سے کریں گے۔ یہ ملک ہمارا ہے اس کا پیسہ رحم سے خرچ کریں۔ یہ بات ایم پی اے صاحبان کے صوابدید پر نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ اسکے لیئے ہم عوام کے سامنے کیا جواب دہ ہوں گے کہ اتنے گھنٹے بلڈوزر ہم لوگوں نے چلائے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ میری تجویز ہے کہ اس کا فیصلہ خود ایم پی اے صاحبان کریں۔ کیونکہ کچھ ایم پی اے کہتے ہیں کہ ہونا چاہیئے اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ کیسے ہوگا میرے بھائی۔

میر محمد نصیر مینگل۔
وزیر صنعت وحرفت۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ اس کیلئے میں یہ کہوں گا کہ ان کا علاقہ پہلے سے ہی نہری علاقہ ہے۔ وہاں بلڈوزر کی ضرورت نہیں ہے۔ کاش وہ پہاڑی علاقے میں جاتے۔ ہمارے یہ پہاڑی علاقے اور بارانی علاقے ایسے ہیں جن کا ہزاروں نہیں لاکھوں کا رقبہ ہے۔ ویسے بھی بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے دیگر صوبوں سے وسیع ہے۔ ہمارے موجودہ گھنٹے ایسے ہیں جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہے۔ کھوسہ صاحب ہمارے علاقے میں جاکر وہاں کا جائزہ لیں تو پھر انہیں اس کا اندازہ ہوگا۔ کہ مزید کتنے ٹریکٹر اور بلڈوزروں کی ہمیں ضرورت ہے۔

ان کی اس بات سے اسمبلی کے ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔اس کیلئے پہلے ہی ایک ٹیم موجود ہے۔ اور وہ جائزہ لیتی رہتی ہے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ لہذا میں یہی کہوں گا کہ ہر ایم پی اے کو اپنے اپنے علاقے کا جائزہ لینا چاہیئے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (ضمنی سوال) جناب والا! جناب نبی بخش کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان میں۔ شاید اس کا انہیں بخوبی علم ہوگا۔ اور میں یہ کہوں گا کہ ان کا علاقہ نہری ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ نوشیروانی صاحب اگر کسی ممبر کو غیر متعلقہ بات کرنے دی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے ایوان اور تمام ممبران کو غیر متعلقہ بات کرنے دی جائے۔ آپ اس سوال کے جواب میں ضمنی سوال کریں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! انہوں نے بلڈوزر کے بارے میں فرمایا تھا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگر اس کا کوئی مسئلہ ہے تو آپ لوگ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ یہ سوالات کا وقفہ ہے۔ اس میں جو سوالات کئے جاتے ہیں ان کے جواب پر آپ ضمنی سوال کریں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ نوشیروانی صاحب اپنا اگلا سوال دریافت کریں۔

*۴۹٧۔ میر عبدالکریم نوشیروانی۔

کیا وزیر زراعت وامور پرورش حیوانات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۸۶۔۱۹۸۵ء میں ڈنمارک سے ایک ہزار گائے درآمد کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور تھا۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبہ پر کس حد تک عمل درآمد ہوا ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر زراعت وامور پرورش حیوانات

الف) گو ۸۶۔۱۹۸۵ میں اس قسم کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں تھا البتہ سال مذکورہ میں ڈنمارک سے ۲۴۵ فریزین گائیوں کی آخری کھیپ درآمد کرکے بلوچستان لائیوسٹاک ڈیولپمنٹ پراجیکٹ کے منصوبہ کے تحت ۹۹۵ فریزین گائیوں کی درآمد مکمل ہوئی ۔

ب) ایشیائی ترقیاتی بینک کے اس منصوبہ کے تحت یہ گائیاں، کوئٹہ، پشین اور قلات کے اضلاع میں رعایتی قیمتوں پر زمینداروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ، مندرجہ ذیل اضلاع میں سرکاری ڈیری فارموں میں بھیجی گئی ہیں ۔

۱۔ کوئٹہ

۲۔ پشین

۳۔ خضدار

۴۔ لورالائی

۵۔ کوہلو

۶۔ مستونگ ضلع قلات

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ ضمنی سوال، آیا ان گائیوں کا حق ضلع خاران کے زمینداروں کو نہیں ہے وہاں پر بھی پانچ چھ گائیں بھیج دیں۔

وزیر زراعت و امور پرورش حیوانات۔ جناب والا! میں معزز ممبر سے معذرت چاہتا ہوں مگر ابھی تک وہاں تو جانور کاغذ پلاسٹک اور کپڑے کے ٹکڑے کھاتے ہیں وہاں پر یہ گائیں کیسے رکھیں گے۔ ان گائیوں کو تو خاص گھاس اور دانے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب وہاں پر ایسے سرد اور سرسبز علاقے ہیں جیسے بیسمہ میں وہاں پر گھاس وغیرہ مل سکتی ہے۔ جب تاج محل دلی میں بن سکتا ہے تو گائیں بھی خاران بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ گائیں صرف کوئٹہ ضلع کے لئے ہیں۔ وہاں کے زمینداروں کو بھی دی جائیں خاران میں بھی تاج محل بن سکتا ہے۔

وزیر زراعت و امور پرورش حیوانات! آپکو بھی دے دیں گے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلا سوال

٭۵۰۔ میر عبدالکریم نوشیروانی،

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری ۱۹۸۶ء میں محکمہ زراعت کے کنٹیجنٹ بیلداروں کو مستقل کر دیا گیا ہے۔
ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان بیلداروں کو بقایاجات دینے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے لیکن مذکورہ بقایاجات تا حال انکو وصول نہیں ہوا ہے۔
ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ زراعت کے کل کتنے بیلداروں کو مستقل کیا اور کونسا گریڈ دیا گیا ہے، نیز تا حال ایریئر نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر زراعت

الف) یہ درست ہے کہ جولائی ۱۹۸۶ء سے محکمہ زراعت کے عارضی بیلداروں کو مستقل کر دیا گیا ہے۔
ب) یہ درست ہے کہ ان بیلداروں کو ایریئر دینے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے اس بارے میں احکامات ذیلی دفاتر کو جاری کئے جا چکے ہیں۔
ج) محکمہ زراعت کے ۴۲۵ بیلداروں کو مستقل کیا گیا ہے اور گریڈ نمبر ا دیا گیا ہے نیز ذیلی دفاتر ایریئر دینے کی کارروائی جاری ہے ایریئر نہ دینے کا اب کوئی مسئلہ باقی نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اب سیکرٹری اسمبلی اعلانات کریں گے۔

مسٹر اختر حسین خان
سیکرٹری اسمبلی سردار میر جاکر خان ڈومکی نے درخواست دی ہے کہ " ان کی طبیعت ناساز ہے لہٰذا ان کو آج کے اجلاس مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۸ء کی رخصت دی جائے۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب عصمت اللہ خان موسیٰ خیل نے درخواست دی ہے کہ " وہ کسی کام کی وجہ سے پنجاب گئے ہیں اس لئے انہیں ۱۴ر جنوری ۸۸ء تک اجلاس سے رخصت دی جائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ شیخ ظریف خان مندوخیل نے درخواست بھیجی ہے کہ " وہ کسی نجی مصروفیات کے سلسلے میں کراچی میں ہیں انہیں ۱۴ر جنوری کے اجلاس سے رخصت دی جائے۔"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ میر سلیم اکبر بگٹی نے " ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت طلب کی ہے لہذا انہیں ۱۴ر جنوری ۸۸ء کے اجلاس سے

رخصت ...

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ سید داد کریم صاحب ایم پی اے نے درخواست دی ہے کہ "وہ ۱۰ جنوری سے لیکر ۱۷ جنوری ۸۸ء تک کسی کام کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہذا انہیں رخصت دی جائے"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ میر عبدالنبی جمالی صاحب وزیر مال نے درخواست دی ہے کہ "وہ آج ۱۴ جنوری کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں آج کے اجلاس سے انہیں رخصت دی جائے"

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔؟

(رخصت منظور کی گئی)

قرارداد

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ۔

جناب والا! آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

اس وقت پی آئی اے میں سفر کرنے کیلئے دوسرے صوبوں کے سرکاری ملازمین اوران کے اہل خانہ کو جو صوبہ بلوچستان میں وفاقی یا صوبائی محکموں میں تعینات ہیں کو سفر کرنے کے دوران کرایہ میں پچاس فی صد خصوصی رعایت کی سہولت دی جاتی ہے جبکہ صوبہ بلوچستان جو کہ پسماندہ علاقہ ہے کے ملازمین جو صوبے یا صوبے سے باہر سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اس خصوصی رعایت سے محروم ہیں اس امتیازی سلوک سے صوبہ بلوچستان کے مقامی ڈومی سائل ، اہل کاروں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اس تفریق کو ختم کرتے ہوئے ایسی مراعات صوبہ بلوچستان کے مقامی / ڈومیسائل کو بھی یکساں صورت میں مہیا کرے۔

[illegible] گے۔

مسٹر پال [illegible]

جناب اسپیکر [illegible] افسران کو دی جاتی ہے جو یہاں بلوچستان میں کام کر رہے [illegible] چھٹیوں میں اپنے علاقے میں جاتے رہتے ہیں ان کو کرایہ میں پچاس فی صد کی رعایت دی جاتی ہے اور ہمارے صوبے کے افسران کو جو دوسرے صوبوں میں سروس کرتے ہیں آجتک ان کو یہ سہولت نہیں دی گئی ہے۔ آخر ایسا رویہ کیوں اختیار کیا گیا ہے یہ بھی پاکستان کے ملازم ہیں بلوچستان کا پہلے حق ہے اسکو پہلے ترجیح دی جانا چاہیئے میں آج اس ایوان سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کریں گے۔ یہ سرکاری ملازمین بھی ہمارے بھائی ہیں۔ اس لئے ان کی حمایت کی جائے۔

میر محمد نصیر مینگل،
وزیر صنعت وحرفت۔ جناب والا! یہاں آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں بھی اسکی حمایت کرتا ہوں۔ یہاں کے افسران جو پسماندہ صوبے سے تعلق رکھتے

مسٹر [illegible]

اور ان کے اہل خانہ کو جو صوبہ بلوچستان میں وفاقی یا صوبائی محکموں میں تعینات ہیں کو سفر کے دوران پچاس فی صد خصوصی رعایت کی سہولت دی جاتی ہے جبکہ صوبہ بلوچستان جو کہ پسماندہ علاقہ ہے کے مقامی ملازمین جو صوبے یا صوبے سے باہر سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اس خصوصی رعایت سے محروم ہیں اس امتیازی سلوک سے صوبہ بلوچستان کے مقامی ڈومیسائل اہل کاروں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اس تفریق کو ختم کرتے ہوئے ایسی مراعات صوبہ بلوچستان کے مقامی ڈومیسائل کو بھی یکساں صورت میں مہیا کرے۔

ہیں اور یہ سفر کی رعایت سے محروم ہیں اور ساتھ ہی دوسرے صوبوں کے ملازمین کو یہ رعایت ملی ہوئی ہے تو یہاں کے لوگوں کا بھی حق بنتا ہے بلکہ بلوچستان کے خصوصی حالات اور معاشی حالات پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ امید رکھتے ہیں یہاں کے لوگوں کو بھی نسبتاً زیادہ سہولتیں دی جائیں۔ اور پاکستان کے دوسرے لوگ جو اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور بلوچستان کے لوگوں کو بھی یہ سہولت دی جائے اور جبتک ہمارے صوبے کے ملازمین کو اس قسم کی سہولتیں نہیں ملیں گی اور ان کی رہائش کا معیار اونچا نہیں ہوگا وہ مختلف ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہوتے رہیں گے اور بسااوقات وہ غلط کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو کہ نہیں ہونا چاہیئے ایک سرکاری ملازم کو جو دوسری سہولیات یہاں میسر ہیں تو یہاں کے لوگوں کو بھی دی جانی چاہیئں۔ جناب والا! میں اس قرارداد سے اتفاق

کرتا ہوں یہاں کے ملازمین کو بھی اس سے استفادہ کرنا چاہیئے اس سے ان پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اور کارکردگی میں بھی اضافہ ہوگا۔ اس لئے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب اسپیکر! جو قرارداد اس ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ یہاں کے ملازمین کا یہ حق ہے۔ یہاں جو ملازمین پنجاب سندھ اور فرنٹیئر سے آکر کام کرتے، میں انہیں پچاس فیصد رعایت ملتی ہے۔ تو بلوچستان کے لوگوں کو یہ رعایت کیوں نہیں ملتی۔ جبکہ یہ ان کا حق بنتا ہے بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اور پسماندہ بھی ہے۔ تو پھر پاکستان میں کیوں ایک قانون نافذ نہیں ہوتا ہے کیوں پنجاب کا الگ فرنٹیئر کا الگ اور سندھ کا علیحدہ قانون ہے۔ جب انہیں یہ رعایت مل رہی ہے تو بلوچستان کے ملازمین کو بھی یہ رعایت ملنی چاہیئے یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ میں اس کی تائید میں ووٹ بھی دیتا ہوں اور اس کی تائید بھی کرتا ہوں۔

سردار محمد یعقوب ناصر وزیر آبپاشی و برقیات۔ جناب والا! میں بھی اس قرارداد کے حق میں اپنا ووٹ دیتا ہوں۔ اور اس کیلئے آپ حیدر بلوچ صاحب کو بھی موقع دیں گے کہ وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ ہمارے اسمبلی کے ممبر نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر میں یہ کہوں گا کہ جتنے ہمارے سول سروس کے ملازمین

ہیں ان سے ہمارے عوام اور ہمیں جتنے گلے شکوے ہیں وہ تو ایک الگ بات ہے لیکن جب کبھی کسی قرارداد ہمارے سامنے آجائے تو ہمیں اس کی حمایت کرنا چاہیئے اس بلوچستان جیسے غریب صوبے میں پاکستان کے دوسرے صوبوں کے ملازمین کو یہ مراعات تو حاصل ہے تو پھر ہمارے صوبے کے ملازمین کو بھی یہ مراعات حاصل ہونی چاہیئے اور ہمارے جو عوامی نمائندے ہیں ان کو ہمیشہ ملازمین سے زیادہ کام کی توقع ہوتی ہے۔ تو پھر ان کے مفاد کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران انشاءاللہ اس کے حق میں ووٹ دینے کو تیار ہیں اور میرا ووٹ بھی اس کی تائید میں ہے۔

ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ
وزیر مواصلات

جناب والا! یعقوب ناصر صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے مجھے بھی اس قرارداد پر بولنے کا حق دیا۔ اقبال احمد کھوسہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ جتنے ایم پی اے حضرات ہیں وہ اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ میں جناب اسپیکر صاحب کے توسط سے تمام ایم پی اے حضرات کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ سوال ایک مرتبہ کیبنٹ میں بھی پیش ہوا تھا۔ اسے میں نے پیش کرایا تھا۔ ایک چیز جو اس سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ کوئٹہ کے لوگ جو مکران میں کام کرتے ہیں۔ نان اٹریکٹیو یعنی غیر دلچسپ ایریا الاؤنس ملتا ہے۔ اور جو لوگ مکران کے مکران میں کام کرتے ہیں انہیں بھی یہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک بی آئی اے کا تعلق ہے جو کوئٹہ سے مکران چلا جاتا ہے اسے تو پچاس فیصد مل جاتا ہے۔ لیکن مکران کے ملازمین کو نہیں ملتا ہے۔ یہ

بات میں نے کیبنٹ میں بھی پیش کی تھی یہ ان کے ساتھ ناانصافی ہے۔ جو یہاں کے لوگ وہاں جاتے ہیں انہیں تو یہ رعایت مل جاتی ہے۔ مگر جب وہاں کے لوگ یہاں آتے ہیں انہیں یہ رعایت نہیں ملتی ہے۔ لہٰذا میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی میں اسکی حمایت بھی کرتا ہوں۔ کہ یہ رعایت سارے علاقے کیلئے ہوجائے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب والا! اقبال احمد کھوسہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور حمایت کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گذارش کرونگا کہ یہ اہم مسئلہ ہمارے خیال میں پہلے کیوں نہیں آیا۔ جبکہ بلوچستان کے ملازمین بھی پاکستان کے ملازمین ہیں۔ صوبہ بلوچستان کے ملازمین جو باہر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں بھی یہ رعایت ملنی چاہیے۔ یہ امر بھی تصدیق شدہ ہے۔ کہ ہمارا صوبہ باقی صوبوں کے مقابلے میں پسماندہ ہے۔ میں ہاؤس سے یہ سفارش کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے ملازمین کو نہ صرف رعایت ملنی چاہیئے بلکہ باقی مراعات بھی جو دیگر صوبوں کے ملازمین کو ملتی ہیں وہ بھی دی جانی چاہیئے تاکہ یہ احساس محرومی دور ہو سکے۔ میں دوبارہ اپنے اقبال صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور ہاؤس سے ملتمس ہوں کہ قرارداد کو منظور کریں۔

میر عبدالغفور بلوچ۔ جناب والا! میرے دوست اقبال احمد صاحب نے

جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ ہمارے جتنے بھی ملازمین صوبے کے اندر اور صوبے کے باہر ملازمت کرتے ہیں۔ باہر کے لوگوں کو پی آئی اے کی سہولتیں ملتی ہیں۔ جبکہ ہمارے لوگوں کو یہ سہولت نہیں مل رہی ہے۔ یہ ہمارے لوگوں سے ناانصافی ہے۔ خاص کر مکران ڈویژن جہاں پر روڈ کہیں بھی نہیں ہیں۔ اور وہاں آمد و رفت کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ ہمارے جتنے بھی شہر ہیں وہ سب پی آئی اے سے لنک ہیں۔ ہمارے دوسرے ڈویژن مثلاً نصیر آباد وغیرہ کے ملازمین جو مکران ملازمت کے سلسلہ میں جاتے ہیں۔ انہیں سفر میں کافی مشکلات پیش آتی ہیں۔ روڈ نہ ہونے کی وجہ سے کوئٹہ سے تربت اور کوئٹہ سے گوادر لوگ تین دن کے بعد پہنچتے ہیں۔ لیکن اگر وہ پی آئی اے سے سفر کریں تو اسی دن پہنچ جاتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ملازمین غریب ہوتے ہیں ان کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا ہے۔ کہ وہ پی آئی اے کو پورا کرایہ دے کر سفر کرسکیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے۔ اور جس طرح گوادر اور تربت کے دوردراز علاقے ہیں ان میں لوگ انہی مشکلات کی وجہ سے وہاں ملازمت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ چونکہ یہ چھوٹے چھوٹے ملازمین ہوتے ہیں مثلاً اسکول کے اور ہسپتال کے ملازمین وغیرہ وغیرہ انہیں سفر کی کافی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس کی وجہ سے ملازمین وہاں نہیں جانا چاہتے۔ اگر ہم پی آئی اے کو پورا کرایہ دے کر آئیں جائیں تو اس سے خرچ کا کافی بوجھ آتا ہے اسلئے انہیں یہ رعایت دے دی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ملازمین کو کافی سہولت حاصل ہوگی۔ کافی فائدہ بھی ہوگا۔ اور وہاں کے لوگوں کو بھی اس سے کافی فائدہ ہوگا۔ لہٰذا میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

سردار نثار علی۔ جناب والا! میرے ساتھی اقبال احمد کھوسہ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں۔ اور اس ایوان کے توسط سے مرکزی حکومت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ امتیازی سلوک روا نہ رکھے۔

سردار دینار خان کرد۔ جناب والا! جب کسی بات کیلئے نوٹیفکیشن ہوتا ہے تو وہ چاروں صوبوں کیلئے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس صوبے کو کیوں اس قانون سے باہر رکھا ہے؟ صرف تین صوبوں کو یہ رعایت دی گئی ہے۔ برائے مہربانی اس بات کی تحقیقات کرائی جائے کہ یہ رعایت بلوچستان کی کیوں نہیں دی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا! میں اس بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے مجھے اس سے پوری طرح اتفاق ہے میرے معزز رکن ارجن داس صاحب نے فرمایا کہ اب تک نہ جانے ہم کیوں خاموش رہے۔ ہماری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آئی۔ جناب والا! میں خود اس معزز ایوان کے توسط سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے کئی بار مرکزی حکومت کی توجہ اس مسئلہ پر مبذول کرائی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں مرکزی حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب والا! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے میں چاہتا ہوں کہ

تعلق مرکزی حکومت سے ہے میں اب بھی اسلام آباد جارہا ہوں اور ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں وفاقی وزیر خزانہ سے رابطہ قائم کرونگا اور ان کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا اور ہو سکا تو جناب وزیر اعظم سے بھی رابطہ قائم کروں گا۔

مجھے امید ہے کہ اس مرتبہ مرکزی حکومت بلوچستان کے اس اہم بنیادی مسئلہ پر ضرور غور کریگی۔ (تالیاں)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ مسٹر اقبال احمد خان کھوسہ صاحب کی قرارداد منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۷ر جنوری سنہ ۱۹۸۸ء کی صبح گیارہ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(گیارہ بجکر پانچ منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۷ر جنوری سنہ ۱۹۸۸ء بروز یکشنبہ کی صبح گیارہ بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)